مرکز سلسلہ میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اکتوبر کے آخر میں خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ اور انصار اللہ کے اجتماع ہوں گے۔

آج میں ان اجتماعات کی تیاری اور اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶) قرآن کریم کی یہ بھی ایک عظمت ہے کہ وہ ایک واقعہ کی اصلاح جب کرتا ہے تو چونکہ یہ ابدی صداقتوں پر مشتمل ہے اس کا بیان اس طرح کرتا ہے کہ واقعہ کی طرف اشارہ بھی ہو جائے اور ایک بنیادی اصول اور حقیقت بھی بیان کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کمزوروں کے متعلق اور منافقوں کے متعلق جو جہاد میں نہیں نکلے اور بعد میں عذر کرنے شروع کئے کہ یہ وجہ تھی اور یہ وجہ تھی، ہمارے گھر ننگے تھے، ڈکیتی کا خطرہ تھا وغیرہ وغیرہ، اس لئے ہم نہیں جا سکے ورنہ دل میں بڑی تڑپ تھی، بڑی خواہش تھی ہمارے سینوں میں بھی مومنوں کے دل دھڑک رہے ہیں وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تمہارا ارادہ تمہاری نیت کبھی بھی جہاد میں شامل ہونے کی نہیں ہوئی اور دلیل یہاں یہ دی ہے کہ اگر ان کا ارادہ ہوتا تو اس کے لئے تیاری بھی ہوتی۔ جس شخص نے اس زمانہ کے

حالات کے مطابق نہ کبھی تلوار رکھی نہ نیزہ، نہ تیر کمان نہ زرّہ، نہ خَـوْد، نہ نیزے کا فن سیکھا، نہ تلوار چلانے کی مشق کی، نہ تیر کمان ہاتھ میں پکڑا، وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ عارضی ضرورتوں کی وجہ سے میں اس جہاد سے محروم ہو رہا ہوں ورنہ دل میں تڑپ تو بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دل میں اگر تڑپ ہوتی، اگر تمہارا ارادہ اور نیت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی ہوتی تو اس کے لئے تمہیں تیاری کرنی پڑتی۔

جو مسئلہ زیر بحث ہے یہاں یعنی جہاد بالسیف اس کے لئے تیاری دو طرح کی ہے۔ ایک جہاد کے لئے اسلحہ وغیرہ کی تیاری۔ اس وقت رضا کار فوج تھی اپنے ساتھ کھانے کا سامان لے کے جاتے تھے، اس کی تیاری اور دوسرے مشق ہے، تھوڑا کھا کے، بھوکا رہ کے مشقت برداشت کرنے کی تیاری تلوار اس طرح چلانے کی تیاری کہ جب کسریٰ کے ساتھ مقابلہ ہوا بعد میں تو کچھ عرصہ حضرت خالدؓ بن ولید بھی اس محاذ پر سپہ سالار کے طور پر لڑ رہے تھے۔ چار پانچ لڑائیاں انہوں نے وہاں لڑیں پھر وہ قیصر کے مقابلہ پہ چلے گئے۔ مسلمان فوج چار ہزار گھوڑ سوار اور چودہ ہزار پیادہ تھی اور ان کے مقابلہ میں ہمیشہ قریباً چار گنا زیادہ فوج کسریٰ کی ہوتی تھی۔ ایک دن کی لڑائی اگر آٹھ گھنٹے کی سمجھی جائے تو ہر دو گھنٹے کے بعد کسریٰ کی فوجوں کا کمانڈر اگلی لڑنے والی صفوں کو پیچھے ہٹا لیتا تھا اور تازہ دم فوج آگے بھیج کے ان کی صفیں بنا لیتا تھا۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ درمیان لڑنے والوں کے درمیان سے وہ آگے بڑھتے تھے اور محاذ کو سنبھال لیتے تھے اور لڑنے والے پیچھے ہٹ جاتے تھے اور مسلمان فوج کا ہر سپاہی آٹھ گھنٹے لڑتا تھا۔ کسریٰ کا سپاہی ہر دو گھنٹے کے بعد تازہ دم آگے آتا تھا لیکن باوجود اس کے کہ کسریٰ کے تازہ دم فوجیوں کا وہ مقابلہ کر رہے ہوتے تھے، آٹھ گھنٹے (اپنی زندگی کی حفاظت کی تو انہیں پرواہ نہیں تھی لیکن) خدا کے نام پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نثاری کا یہ مقابلہ تھا کہ آٹھ گھنٹے لڑتے چلے جاتے تھے۔ کسی کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ ان حالات میں آٹھ گھنٹے دشمن کا مقابلہ کرے، اس دشمن کا کہ ہر دو گھنٹے بعد تازہ دم فوج اس کے سامنے آ رہی ہے، وہ اس وقت تک ایسا نہیں کر سکتا جب تک تیاری نہ کی ہو اس کے لئے یعنی آٹھ گھنٹے لگاتار تلوار چلانے کی مشق نہ کی ہو اور آٹھ گھنٹے تلوار چلانے کے بعد وہ تھکاوٹ محسوس نہ کرے مزید لڑائی کے لئے تیار ہو۔

تو ایک تیاری تو اسلحہ خریدنے کی ہے دوسری تیاری اس اسلحہ کے استعمال کی ہے۔ مسلمان کے لئے تیاری ایک ایسے استعمال کی تھی کہ اپنے سے کہیں زیادہ تعداد میں دشمن اور ہر دو گھنٹے بعد تازہ دم فوج کا مقابلہ، کبھی پانچ گنا زیادہ ان کی فوج انہی اٹھارہ ہزار کے مقابلہ میں جس کا مطلب یہ تھا کہ قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد تازہ دم فوج سامنے آ گئی۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ تڑپ بڑی تھی، ہم بھی پکے مومن ہیں مگر مجبوریاں ایسی آ گئیں کوئی بچہ بیمار ہو گیا۔ بہانہ جو طبیعت، گھر خطرے میں پڑ گیا، یہ ہو گیا وہ ہو گیا ورنہ پیچھے رہ نہ جاتے۔ خدا کہتا ہے تم جھوٹ بولتے ہو اور دلیل یہ کہ اگر تمہیں خواہش ہوتی جہاد پر نکلنے کی تو اس کے لئے ہر ممکن تیاری کی ہوتی۔ نہ تم نے اسلحہ پر مال خرچ کیا، نہ تم نے اسلحہ چلانے کی مشق کی ضرورت کے مطابق مشق، مشق اتنی کہ، مثلاً میں نے تیراندازی کا نام لیا ابھی، ایک بار جب خالدؓ بن ولید ہی قیصر کی فوجوں کے خلاف لڑ رہے تھے تو دمشق کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ قیصر کی فوج کا جو کمانڈر تھا اس نے جہالت سے مسلمان پر رعب ڈالنے کے لئے، یہ نہ سمجھتے ہوئے کہ مسلمان پر رعب نہیں ڈالا جا سکتا کیونکہ وہ تو صرف خدا سے ڈرتا ہے، یہ منصوبہ بنایا کہ نوجوان لڑکیوں اور راہبوں، پادریوں کو فوجی لباس پہنا کے اور ہاتھ میں نیزے دے کر اور تلواریں لٹکا کے فصیل کے اوپر کھڑا کر دیا۔ کئی ہزار مرد و زن کو۔ خالدؓ بن ولید کی دور بین آنکھ مومنانہ فراست رکھنے والی تھی۔ انہوں نے کہا اچھا میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو تم۔ آپ نے اپنی پیادہ فوج کو پیچھے کیا اور تیراندازوں کو آگے بلایا اور تیراندازوں کو یہ حکم دیا کہ تم یہ جو سامنے تمہارے کھڑے ہیں ہم پر رعب ڈالنے کے لئے ان میں سے ایک ہزار کی آنکھ نکال دو تیر سے۔ اور گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں ان تیراندازوں نے ایک ہزار کی آنکھ میں نشانہ ٹھیک بٹھایا اور آنکھ نکال دی۔ اس کے مقابلہ میں مشہور ہے کہ ایک بادشاہ بیوقوف تھا وہ سمجھتا تھا میں بڑا بہادر، ماہر فن ہوں، جنگ جو ہوں تو مشق کر رہا تھا اور کوئی نشانہ بھی اس کا بلز آئی (Bull's eye) پر نشانہ نہ بیٹھتا تھا۔ کوئی دس گز ادھر پڑتا تھا کوئی دس گز ادھر پڑتا تھا۔ کوئی راہی گذر رہا تھا اس نے سوچا بادشاہ سے مذاق کر رہے ہیں سارے۔ جہاں وہ نشانہ مار رہا تھا وہ وہاں کھڑا ہو گیا جا کے۔ تو حواری خوشامد خورے کہنے لگے نہ نہ پرے ہٹ پرے ہٹ مرنا چاہتا ہے؟ بادشاہ سلامت

تیراندازی کر رہے ہیں۔ اس نے کہا صرف یہ جگہ محفوظ ہے جہاں تیر نہیں لگ سکتا باقی دائیں بھی لگ رہا ہے، بائیں بھی لگ رہا ہے اوپر بھی نکل رہا ہے ورے بھی پڑ رہا ہے، اس جگہ پہ نہیں آ رہا۔

ایک وہ تیرانداز تھا اور ایک یہ تیرانداز کہ ایک ہزار انسان کی آنکھ میں نشانہ مارا ٹھیک اور وہ جو سپہ سالار نے رعب ڈالنا چاہا تھا مسلمانوں پر وہ ناکام ہوگیا۔ وہ سب بھاگے اس طرف سے جہاں ان پر تیر پڑ رہے تھے اور شہر کے دوسری طرف جاکے اور دروازہ کھول کے باہر نکل گئے اور سارے شہر میں شور مچادیا کہ مسلمانوں نے ہماری آنکھیں نکال دی ہیں۔ خدا کہتا ہے۔ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً اور اس زمانہ کا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ تیاری کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ حکم ہو کہ ایک ہزار آنکھ نکال دو ایک ہزار آنکھ نکال دی جائے گی۔ یہ ہے تیاری!

تیاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہر دو گھنٹے بعد تازہ دم فوج سامنے آ جائے تو آٹھ گھنٹے ایک مسلمان لڑتا رہے گا کامیابی کے ساتھ لڑے گا اور فاتح ہوگا۔ ہر روز، ہر دو گھنٹے بعد تازہ دم فوج سے لڑنے کے بعد شام جو نتیجہ نکلتا تھا وہ کسریٰ کی اسی نوے ہزار فوج کی شکست اور ان اٹھارہ ہزار مسلمان، دعا گو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والے، توحید خالص پر قائم ہونے والے مسلمان کی فتح۔ یہ نتیجہ نکلتا تھا۔

تیاری اس کا نام ہے قرآن کریم کے نزدیک جو مسلمان نے سمجھا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ اتنی تیاری کرواتے تھے اپنے بچوں کو کہ بارہ سال کا بچہ آٹھ سال کے بھائی کے سر پر سیب رکھ کے تیر سے اڑا دیتا تھا۔ اگر دو تین انچ بھی نشانہ سے نیچے پڑے تو ماتھے پہ لگے اور مر جائے بھائی لیکن اس کو پتا تھا کہ میرا تیر سوائے سیب کے کسی اور چیز کو نہیں لگ سکتا اور یہ مشق اور مہارت تھی۔ یہ ان کی کھیل تھی۔ زمانہ بدل گیا ہے اس واسطے میں اپنے خدام اور انصار اور اطفال اور ناصرات سے کہتا ہوں کہ آج کی جنگ جن ہتھیاروں سے لڑنی ہے ان ہتھیاروں کی مشق، مہارت، اور آپ کا ہنر اور پریکٹس کمال کو پہنچی ہوئی ہو۔ شکل بدلی ہوئی ہوگی۔ اس زمانے میں دفاع کے لئے اور دشمن کے منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے مادی اسلحہ کی بھی ضرورت تھی، غیر مادی ہتھیاروں

(بصائر وغیرہ) کے استعمال میں بھی ان کو مہارت حاصل تھی۔ مگر ہمارے ہتھیار صرف وہ بصائر ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ بصائر سے مراد دلائل ہیں۔ بصیرت کی جمع بصائر ہے ایک تو ہے نا آنکھ کی نظر۔ ایک ہے روحانی نظر جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے کہ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج:۴۷) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں روحانی طور پر وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں دھڑک رہے ہوتے ہیں۔

ایک تو ہماری جنگ بصائر کے ساتھ ہے اور بصائر کہتے ہیں وہ دلیل جو فکری اور عقلی طور پر برتری رکھنے والی اور مخالفین کو مغلوب کرنے والی ہو ہمارے ہتھیار (نمبر دو) نشان ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا اظہار جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اس لئے اور اس وقت عطا کرتا ہے جب وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ لڑ رہے ہوں۔ اس کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اسے جذب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے بصائر سیکھنے، دعائیں کرنے کے جو مواقع ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس واسطے جو آنے والے ہیں ان کو آج ہی سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ جن مقاصد کے لئے ہمیں بلایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں پورا کرنے کے سامان کرے۔ ہمیں بلایا جا رہا ہے باتیں دین کی سننے کے لئے، کچھ باتیں کہلوانے کے لئے، ہم تقریریں کرتے ہیں یہاں آ کے خدا کرے اس میں بصائر ہوں، آیات کا ذکر ہو۔ نور ہم نے پھیلانا ہے وہ نور ہم حاصل کرنے والے ہوں، اپنی زندگیوں میں اسے قائم کرنے والے ہوں، اپنے اعمالِ صالحہ میں اس کو ظاہر کرنے والے ہوں، ظلماتِ دنیا کو نور میں بدلنے والے ہوں۔

جو اجتماع ہو رہے ہیں اس میں دو طرح کے نظام ہیں جن کی پوری تیاری ہونی چاہیئے۔ ایک تو جو شامل ہونے والے ہیں۔ خدام، اطفال، ناصرات، لجنہ اماء اللہ، اور انصار اللہ۔ فرداً فرداً ان کو تیار ہونا چاہیئے۔ ذہنی طور پر چوکس اور بیدار مغز لے کر یہاں آئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت اور اس کے نور اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور خدا تعالیٰ کے عشق سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس جائیں۔ اس کے لئے ابھی سے تیاری کریں۔ استغفار کریں۔ لاحول پڑھیں۔ شیطان کو اپنے سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ خدا سے دعائیں مانگیں

کہ ہماری زندگی کا جو مقصد ہے حاصل ہو۔ایک ہی ہے مقصد ہماری زندگی کا اس کے علاوہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں اور مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں آج سارے انسانوں پر اسلام اپنے دلائل، اپنے نور، اپنے فضل، اپنی رحمت، اپنے احسان کے نتیجہ میں غالب آئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے نوعِ انسانی جمع ہو جائے۔

دوسری تیاری کرنی ہے منتظمین نے۔ وہ بھی بغیر تیاری کے کچھ دے نہیں سکتے۔ ایک تو وہ ہیں جو لینے والے ہیں اور معطیٔ حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے میں نے کہا اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ تا کہ تمہاری جھولیاں بھر جائیں۔ ایک ہیں دینے والے اور جو دینے والے ہیں ان کو قرآن کریم نے دو تین لفظوں میں بیان کیا کہ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (الانفال:۴) مومن مومن میں فرق ہے۔ ایک وہ گروہ ہے جو محض عام مومن نہیں بلکہ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا جن کے متعلق میں نے پچھلے خطبے میں بتایا تھا خدا نے یہ کہا کہ اے محمدؐ! حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:۶۵) کہ تیرے لئے وہ مومن کافی ہیں جو تیری کامل اتباع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی وحی پر پورا عمل کرنے والے اور توحید خالص پر قائم اور ان راہوں کی تلاش میں لگے رہنے والے جن راہوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم ہیں اور ان نقوشِ قدم کو دیکھ کر ان راہوں کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہیں۔ کامل متبعین! خدا تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ (الاحقاف:۱۰)۔ خدا تعالیٰ کی وحی کو ہی سب کچھ سمجھنے والے اور اس سے باہر کسی چیز کی احتیاج نہ رکھنے والے۔

ایسا بننا چاہیئے منتظمین کو بھی۔ دعاؤں کے ساتھ آپ اپنا پروگرام بناتے ہیں۔ اس میں برکتیں بھی پڑ سکتی ہیں اور برکتیں نہیں بھی پڑ سکتیں۔ دعائیں کریں گے تو بابرکت ہو جائیں گے۔ دعائیں کریں گے آپ کے منہ سے نکلا ہوا ایک فقرہ دنیا میں انقلاب عظیم بپا کر دے گا۔

مثال دیتا ہوں۔ میں تو بڑا عاجز بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ پچھلے سال ہی دورے پہ میرے منہ سے یہ فقرہ نکلوایا کہ:۔ Love For All Hatred For None ہر ایک سے پیار کرو، کسی سے نفرت نہ کرو، اتنا اثر کیا اس فقرے نے کہ ابھی مہینہ ڈیڑھ

مہینہ ہوا ہالینڈ میں ہمارا سالانہ جلسہ ہوا ہیگ میں ہماری مسجد اور مشن ہاؤس ہے وہاں کے میئر کو انہوں نے بلایا۔ وہ آئے۔ میئر کی ان ملکوں میں بڑی پوزیشن ہوتی ہے اور انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں تم احمدیوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تمہارے امام نے جو تمہیں یہ سلوگن دیا تھا کہ Love For All Hatred For None کہ ہر ایک سے پیار کرو نفرت کسی سے نہ کرو، میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تم ہالینڈ کے گھر گھر میں یہ فقرہ پہنچا دو کیونکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ایک فقرہ انقلاب پیدا کرسکتا ہے۔ ایک گھنٹے کی تقریر سوکھے گھاس کی طرح ہاتھ سے چھوڑو زمین پر گر جائے گی۔ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو انسان کامیاب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتے ہوئے منتظمین ان اجتماعات کا انتظام کریں اور خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت مانگتے ہوئے شامل ہونے والے ان میں شامل ہوں تا کہ ہم اپنی زندگیوں کے مقصد کو پانے والے ہوں۔ آمین۔

اس بات کی ذمہ داری کہ ہر جماعت سے چھوٹی ہو یا بڑی، نمائندہ ان اجتماعات میں آئے سوائے اس کے کہ بعض اکاّ دکاّ استثنائی طور پر ایسی جماعتیں ہیں جس میں سارے ہی خدام ہیں بڑی عمر کا وہاں کوئی نہیں۔ نئی جماعت بن گئی نوجوانوں کی۔ وہاں سے کوئی انصار اللہ کے اجتماع میں ممبر کی حیثیت سے نہیں آئے گا بعض ایسے ہو سکتے ہیں کہ جو دو چار وہاں بڑی عمر کے ہیں اور ابھی خدام الاحمدیہ کی عمر کا کوئی نہیں۔ اطفال اور ناصرات کی عمر کے تو یقیناً ہوں گے وہ کوشش کریں کہ جن کی نمائندگی ہوسکتی ہے، وہ ہو جائے۔

ہر جماعت کی نمائندگی اپنے اپنے اجتماع میں ہونی چاہیئے۔ اس کی ذمہ واری ایک تو خود ان تنظیموں پر ہے لیکن اس کے علاوہ تمام اضلاع کے امراء کی میں ذمہ داری لگا تا ہوتا ہوں اور تمام اضلاع میں کام کرنے والے مربیوں اور معلموں کی یہ ذمہ داری لگا تا ہوں کہ وہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کے ایک دفعہ نہیں، جاتے رہ کر ان کو تیار کریں کہ کوئی گاؤں یا قصبہ جو ہے یا شہر جو ہے وہ محروم نہ رہے نہ پنجاب میں، نہ سرحد میں، نہ بلوچستان میں، نہ سندھ میں اور اس کے متعلق مجھے پہلی رپورٹ امرائے اضلاع اور مربیان کی طرف سے عید سے دو دن پہلے اگر مل جائے تو عید کی خوشیوں میں شامل یہ خوشی بھی میرے لئے اور آپ کے لئے ہو جائے گی اور

دوسری رپورٹ پندرہ تاریخ کو یعنی جو اجتماع ہے خدام الاحمدیہ کا غالباً ۲۳ اکتوبر کو ہے تو اس سے پہلے جمعہ کو سات دن پہلے وہ رپورٹ ملے کہ ہم تیار ہیں۔ ہر جگہ سے، ہر ضلع سے، ہر گاؤں، ہر قریہ، ہر قصبہ ہر شہر اس ضلع کا جو ہے اس کے نمائندے آئیں گے۔

یہ انتظام جو ہے جس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں اس کے بھی آگے دو حصے ہو گئے۔ ایک کے متعلق میں نے پہلے بات کی تھی جو یہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک کے متعلق میں اب بات کر رہا ہوں جن کا تعلق باہر سے ہے۔

اور دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت نوع انسانی ایک خطرناک، ایک ہولناک ہلاکت کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ اس قسم کی خطرناک حرکت ہے جو انسان کو تباہ کرنے والی ہے اور عقل میں نہیں ان کے آ رہی بات کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔

اس واسطے تمام احمدی یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو سمجھ اور فراست عطا کرے کہ اپنے ہی ہاتھ سے اپنی ہلاکت کے سامان نہ کرے اور خدا تعالیٰ ان کو اس عظیم ہلاکت سے جس کے متعلق پیش گوئیاں بھی ہیں بچالے۔ ہر انذاری پیشگوئی دعا اور صدقہ کے ساتھ ٹل جاتی ہے۔ ان کو تو سمجھ نہیں، انہوں نے اپنے لئے دعا نہیں کرنی۔ مجھے اور آپ کو تو سمجھ ہے۔ ہمیں ان کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور صدقہ دینا چاہیئے۔ اجتماعات پر صدقہ دینا چاہیئے نوع انسانی کو ہلاکت سے بچانے کے لئے اپنی طاقت کے مطابق ہم صدقہ دیں گے اجتماعات کے موقع پر لجنہ اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ یہ تین انتظامات ۲۱۔۲۱ بکروں کی قربانی نوعِ انسان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ان اجتماعات کے موقع پر دیں گے، انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ذمہ واریوں کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فضل کرے انسان پر کہ وہ بہکا ہوا انسان اندھیروں میں بھٹکنے والا انسان اس روشنی میں واپس آ جائے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسانی کی بھلائی اور ترقیات کے لئے آسمانوں سے لے کر آئے ہیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۳ تا ۶)